JOURNAL OF ISLAMIC AND RELIGIOUS STUDIES

OPEN ACCESS
ISSN (Online): 2519-7118
ISSN (Print): 2518-5330
www.jirs.uoh.edu.pk

JIRS, Vol.:7, Issue: 1, Jan – June 2022,
DOI: 10.36476/JIRS.7:1.06.2022.09, PP: 13-32

فلاحی ریاست کے قیام میں احتساب کا کردار: حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت کے تناظر میں تحقیقی جائزہ

The Role of Accountability in Establishing a Welfare State: A Research Analysis in the Context of the Caliphate of Hazrat Umar Farooq

Dr. Khalid Rasool Sangi
Lecturer, Islamic Studies,
Government Degree College, Tando Muhammad Khan, Punjab
Dr. Hafeez ur Rehman Rajput
Lecturer, Islamic Studies, General Department,
Government College University, Hyderabad, Sindh

Version of Record Online/Print:
20-06-2022

Accepted:
13-06-2022

Received:
31-01-2022

Abstract

A transparent and unprejudiced system of accountability is a paramount importance to ensure proper functioning of the justice system. Undiscriminated justice system leads a nation to stability and prosperity and a flawed accountability system can cause the destruction of a nation. Presently, the lack of transparent and well-functioning accountability system is biggest hurdle in our way to achieve stable and progressive democracy. This article clarifies the need for accountability in the establishment of the welfare state and the process of accountability in the successful caliphate of Hazrat Umar. Historical research style has been adopted for research. It has been concluded through research that during the caliphate of Hazrat Umar Farooq R.A, the authorities were held accountable with the principles of courage and justice. Not only administrators but also the ruler himself whole heartedly and unquestionably presented himself before the law. His accountability system is a beacon of light for the present political system that could lighten path to a stable, and truly developed country. The research paper recommends that government ministers and other responsible persons should be held accountable if they are dishonest, bribe and misuse the public treasury. Eradication of corruption is possible only through a clear accountability process.

Keywords: *Umar, governors, free, secret, deposed, qisas*

CC BY

فلاحی ریاست کے قیام میں احتساب کا کردار: حضرت عمر فاروقؓ کے عہدِ خلافت کے تناظر میں تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر خالد رسول سنگی

لیکچرر، علوم اسلامیہ،

گورنمنٹ ڈگری کالج، ٹنڈو محمد خان، پنجاب

ڈاکٹر حفیظ الرحمٰن راجپوت

لیکچرر، علوم اسلامیہ، جنرل ڈیپارٹمنٹ،

گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، حیدرآباد، سندھ

خلاصہ

نظامِ انصاف کی درستگی کو یقینی بنانے کے لیے احتساب کا شفاف اور غیر متعصب نظام بنیادی اہمیت کا حامل ہے۔ بلاامتیاز انصاف کا نظام قوم کو استحکام اور خوشحالی کی طرف لے جاتا ہے اور احتساب کا ناقص نظام قوم کی تباہی کا سبب بن سکتا ہے۔ اس وقت شفاف اور درست نہج کے حامل احتسابی نظام کا فقدان ہماری مستحکم اور ترقی پسند جمہوریت کے حصول کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے۔ یہ مضمون فلاحی ریاست کے قیام میں احتساب کی ضرورت اور حضرت عمرؓ کی کامیاب خلافت میں احتساب کے عمل کو واضح کرتا ہے۔ تحقیق کے لیے تاریخی تحقیقی انداز اپنایا گیا ہے۔ تحقیق سے یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں جرات اور انصاف کے اصولوں کے ساتھ حکام کو جوابدہ ٹھہرایا جاتا تھا۔ نہ صرف منتظمین بلکہ خود حکمران بھی پورے دل و جان سے خود کو قانون کے سامنے پیش کرتے تھے۔ ان کا احتسابی نظام موجودہ سیاسی نظام کے لیے روشنی کا مینار ہے جو حقیقی معنوں میں کسی بھی ترقی یافتہ ملک کی راہیں روشن کر سکتا ہے۔ تحقیقی مقالے میں سفارش کی گئی ہے کہ اگر حکومتی وزراء اور دیگر ذمہ دار افراد بے ایمانی، رشوت اور سرکاری خزانے کا غلط استعمال کرتے ہیں تو ان کا احتساب ہونا چاہیے کیونکہ کرپشن کا خاتمہ شفاف احتساب کے عمل سے ہی ممکن ہے۔

کلیدی کلمات: احتساب، نظامِ انصاف، جمہوریت، کرپشن

تعارف

اسلام دینِ فطرت اور ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے جو ایک ایسے معاشرے کا قیام چاہتا ہے جہاں ہر ایک فرد کو اس کے حقوق ملتے رہیں اور حقوق تلف کرنے والوں سے پوچھ گچھ ہو۔ اسلامی فلاحی ریاست کے قیام کا ایک اہم ترین مقصد یہ بھی ہے کہ ایسا معاشرہ وجود میں لایا جائے جہاں عدل وانصاف کو حکمرانی حاصل ہو ظلم اور اس کی ہر قسم کا خاتمہ کیا جائے اور ہر انسان کے سامنے اپنا حق حاصل کرنے کے لیے آسان مواقع میسر ہوں۔ اسلامیفلاحی ریاست میں تمام شہری، حقوق و فرائض کے اعتبار سے برابری کا درجہ رکھتے ہیں امیر و غریب اور حاکم و محکوم میں کوئی تمیز نہیں ہے قانون اور آئین ہر شخص پر یکساں لاگو ہوتا ہے لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب عدل و انصاف کا دور دورہ ہو اور اس کے لیے شفاف اور مؤثر و جامع نظام احتساب ہو۔ دینِ اسلام عدل و انصاف اور مساوات کا درس دیتا ہے اس لئے تمام شہریوں کو بلا تفریق سماجی، معاشی اور اقتصادی حقوق برابری کی بنیاد پر حاصل ہیں اور حق تلفی کرنے والوں کے لیے احتساب کا حکم ہے۔ احتساب کے لغوی معنی حساب، جانچ پڑتال، روک ٹوک کے ہیں محاسبہ کا لفظ بھی

احتساب کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ معاشرے کی فلاح کے لیے دینِ اسلام میں احتساب پر بہت زور دیا گیا ہے اور یہ احتساب اسلامی معاشرے کے ہر پہلو پر محیط ہے ۔ احتساب کا مفہوم بہت وسیع ہے مقالہ نگار نے زیرِ نظر تحقیقی مقالہ میں "حُکام کے احتساب" کا مفہوم مراد لیا ہے۔

بلاامتیاز احتساب ملک و قوم کی ترقی کا سبب ہے جب کہ احتساب کے معاملے میں امتیاز برتنا قوموں کی تباہی کا باعث ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

''إِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ أَنَّهُمْ كَانُوا يُقِيمُونَ الْحَدَّ عَلَى الْوَضِيعِ وَيَتْرُكُونَ الشَّرِيفَ''[1]

"تم سے پہلے لوگ اس لیے ہلاک ہوئے کہ وہ کمزور و حقیر پر تو حد قائم کرتے تھے اور بلند مرتبہ لوگوں کو چھوڑ دیتے تھے۔"

کسی بھی ملک کی ترقی و خوشحالی اور اسے فلاحی ریاست بنانے میں حاکمِ وقت اور حکومتی اراکین کا کردار بہت اہم ہے۔ یہ عہدہ ایک امانت ہے اور اس سلسلہ میں وہ اللہ تعالیٰ اور عوام کی عدالت میں جواب دہ ہیں۔ حدیث مبارکہ ہے:

"فَالْأَمِيرُ الَّذِي عَلَى النَّاسِ رَاعٍ، وَهُوَ مَسْئُولٌ عَنْ رَعِيَّتِهِ"[2]

"پس جو امیر لوگوں پر مقرر ہے وہ راعی (لوگوں کی بہبود کا ذمہ دار) ہے اس سے اس کی رعایا کے متعلق پوچھا جائے گا۔"

اگر حکام اپنی ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے انجام نہ دیں ،وہ غیر قانونی و غیر اخلاقی سرگرمیوں میں ملوث ہو جائیں اور ان کا بلاامتیاز احتساب بھی نہ ہو تو قوم میں مایوسی و بے چینی پھیل جاتی ہے اور ان کے دلوں میں حکام کے لیے کدورت پیدا ہونے کا سبب ہے۔ عصرِ حاضر میں ملکی ترقی و استحکام میں رکاوٹ کی ایک وجہ عمال و حکام کا شفاف احتسابی عمل کا نہ ہونا بھی ہے ضرورت اس امر کی ہے کہ کسی ایسے حاکمِ وقت کا مثالی کردار ہمارے سامنے ہو جس نے اپنی ریاست میں بلاامتیاز انصاف کی بنیاد پر نظامِ احتساب قائم کرکے مملکت کو ترقی کی راہ پر گامزن کیا ہو۔ اس ضمن میں حضرت عمر فاروقؓ کا دس سالہ دورِ حکومت تاریخ کا ایک سنہرا دور تصور کیا جاتا ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں تاریخ عالم کی سب سے زیادہ مستحکم اور فلاحی مملکت تشکیل پائی۔ محقق نے اس دورِ حکومت میں عمال و حکام کے احتساب کا تحقیقی جائزہ پیش کیا ہے۔

سابقہ کام کا جائزہ

کتبِ سیرتِ حضرت عمر فاروقؓ اور تاریخ اسلام کی کتابوں میں حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ حکومت سے متعلق بہت کچھ علمی و تحقیقی کام ملتا ہے۔ مؤرخین اور محققین نے حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ حکومت میں بہت سی جہتوں پر تحقیقی و علمی کام کیا ہے۔ تاہم خصوصی طور پر عصر حاضر کے تناظر میں حاکمین کے احتساب کے حوالے سے کام مقالہ نگار کی نظروں سے نہیں گزرا۔ محقق نے حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ حکومت میں عاملین و حاکمین کے نظامِ احتساب کو دورِ حاضر کے تناظر میں تحقیق کا حصہ بنایا ہے۔

بنیادی سوالات

۱۔ فلاحی مملکت کے قیام کے لیے احتساب کی ضرورت کیوں ضروری ہے؟

۲۔ حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں احتسابی عمل کس طرز کا تھا؟

۳۔ کیا دورِ حاضر کے سیاسی نظام میں حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں اختیار کیا گیا احتسابی عمل مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے؟

منہج تحقیق

۱۔ تحقیقی مقالہ کا موضوع تاریخی تحقیق سے تعلق رکھتا ہے، للذا تاریخی تحقیقی اسلوب اختیار کیا گیا ہے۔

۲۔ عربی عبارات کو بطور سند نقل کر کے اس کا ترجمہ بھی کیا گیا ہے۔

۳۔ تحقیقی مقالہ میں ممکن حد تک بنیادی مصادر و مراجع سے استفادہ کیا گیا ہے۔

۴۔ تحقیقی مقالہ کے آخر میں تحقیق کے نتائج پیش کئے گئے ہیں۔

۵۔ حوالہ جات تحقیقی مقالہ کے اختتام پر تحریر کئے گئے ہیں۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں عُمّال وحکام کا احتساب

حضرت عمر فاروقؓ خلافت کے عہدے کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک عظیم عطیہ و عظیم امانت سمجھتے، وہ ہر وقت اللہ تعالیٰ جو کہ بادشاہوں کا بادشاہ، حاکموں کا حاکم ہے اس کی بارگاہ میں جواب دہی کو پیش نظر رکھتے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے خلیفہ منتخب ہونے کے فوراً بعد ہی میزان عدل واحتساب قائم کرنے کا اعلان فرمایا۔ خلافت کے منصب کی ذمے داریاں سنبھالتے ہی آپؓ کے خطبات احتسابی عملکی عکاسی کرتے ہیں۔ ابن سعد وابنِ عساکر لکھتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق حضرت عمرؓ نے اپنے پہلے خطبہ کے درج ذیل نکات پر مرتے دم تک عمل کیا:

> "إِنَّ اللَّهَ ابْتَلاكُمْ بِي وَابْتَلانِي بِكُمْ وَأَبْقَانِي فيكم بعد صاحبي. فو الله لا يَحْضُرُنِي شَيْءٌ مِنْ أَمْرِكُمْ فَيَلِيَهُ أَحَدٌ دوني ولا يتغيب عني فآلو فيه عن الجزء والأمانة. ولئن أحسنوا لأحسنن إليهم ولئن أساءوا لأنكلن بهم." [3]
>
> "اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے بعد مجھے تمھارے اور تمہیں میرے ساتھ آزمائش میں ڈالا ہے۔ اللہ کی قسم! تمھارے معاملات کا میں خود فیصلہ کروں گا۔ اگر کوئی فی الوقت فیصلے کے وقت حاضر نہ ہوا تو حق دار کو اس کا حق پہنچاؤں گا۔ اللہ کی قسم! لوگ اگر اچھے طریقے سے چلیں گے تو میں بھی ان سے اچھا سلوک کروں گا، اگر بری راہ چلیں گے تو میں انھیں سخت سزا دوں گا۔"

الطبری تحریر کرتے ہیں، ایک روایت میں اس طرح ہے کہ جب حضرت عمرؓ نے خلافت کا منصب سنبھالا اور آپؓ منبر پر حضرت ابو بکرؓ کی جگہ بیٹھنے لگے تو فرمایا: میں خیال کرتا ہوں کہ میں حضرت ابو بکرؓ کی جگہ بیٹھنے کا اہل نہیں ہوں۔ للذا وہ ایک سیڑھی نیچے اتر آئے پھر اللہ کی حمد وثنا بیان فرمائی پھر فرمایا:

> "وزنوا أنفسكم قبل أن توزنوا. وتزينوا يوم العرض الأكبر يوم تعرضون على الله لا تخفى منكم خافية، إنه لم يبلغ حق ذي حق أن يطاع في معصية الله. ألا وإني نزلت نفسي من مال الله بمنزلة ولي اليتيم, إن استغنيت استعففت وإن افتقرت أكلت بالمعروف"[4]
>
> "اپنا محاسبہ کرو اس سے پہلے کہ تمھارا محاسبہ کیا جائے۔ قیامت کے دن کے لیے خود کو تیار

کرلو۔اس دن تم اپنے اللہ کے سامنے پیش کیے جاؤ گے،اس دن کوئی جان کہیں نہیں چھپ سکے گی اور اللہ کی نافرمانی کی روش اپنانے پر کسی حق دار کو کوئی حق نہیں مل سکتا۔ خبر دار! میں نے اللہ کے مال سے صرف اتنا تعلق رکھا ہے جس طرح کسی یتیم کا کفیل ضرورت کے مطابق اس کے مال سے کچھ لے لیتا ہے۔ اگر میں مالدار ہو گیا تو اتنا بھی نہیں لوں گا اور اگر محتاج رہا تو ضرورت سے زیادہ نہیں لوں گا۔"

ایک روایت کے مطابق خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے دو دن بعد لوگوں نے آپؓ کی اس شدت اور سختی کا تذکرہ کیا جس کا انھیں ڈر تھا۔ حضرت عمرؓ نے لوگوں کے اس خدشہ کو دور کرنے کی ضرورت محسوس کی تو وہ دوبارہ منبر پر کھڑے ہوئے اور خطبہ ارشاد فرمایا اور نبی اکرم ﷺ اور حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ اپنے معاملات کا تذکرہ کیا اور فرمایا: یہ دونوں عظیم الشان مرتبہ کے حامل حضرات اپنی وفات تک مجھ سے راضی رہے۔

"ثم إني قد وليت أموركم أيها الناس, واعلموا أن هذه الشدة قد أضعفت ولكنها إنما تكون على أهل الظلم والتعدي ولست أدع أحدًا يظلم أحدًا ويتعدى عليه، حتى أضع خده على الأرض وأضع قدمي على الخد الآخر حتى يذعن بالحق. ولكم عليّ أيها الناس خصال أذكرها لكم فخذوني بها. لكم علي أن لا أخبأ شيئًا من خراجكم مما أفاء الله عليكم إلا من وجههولكم علي إذا وقع عندي أن لا يخرج إلا بحقه، ولكم علي أن أرد عطاياكم وأرزاقكم إن شاء الله تعالى، ولكم علي أن لا ألقيكم في المهالك ولا أجمّركم، "فاتقوا الله عبادالله،وأعينوني على أنفسكم بكفها عني،وأعينوني على نفسي بالأمربالمعروف والنهي عن المنكر وإحضاري النصيحة فيما ولاني الله من امركم، أقول قولي هذا، وأستغفر الله لي ولكم"[5]

"اے لوگو! مجھے تمھارا والی بنایا گیا ہے۔ جان لو کہ میری شدت اور سختی میں نرمی آچکی ہے۔ہاں! ظلم اور زیادتی کرنے والوں پر سختی کروں گا۔ اگر میں نے کسی کو کسی پر ظلم و جبر کرتے ہوئے پایا تو میں اسے زمین پر گرادوں گا۔اس کے جبڑے پر پاؤں رکھوں گا اور اسے حق کو تسلیم کرنے پر مجبور کروں گا۔ہاں! جان لو کہ میں پاک دامن اور کمزور اشخاص کے آگے خود کو نچھاور کردوں گا۔ اے لوگو! اگر تم مجھ میں کوئی کمی یا کوتاہی دیکھو تو میرا احتساب کرسکتے ہو۔ میں تمھارے خراج اور اموالِ غنیمت صرف راہ الٰہی میں خرچ کروں گا۔ تم خیال رکھنا کہ میرے ہاتھوں ایک درہم بھی غلط جگہ خرچ نہ ہو۔ ان شاء اللہ میں تمھارے عطیوں اور تنخواہوں میں اضافہ کرتا رہوں گا۔ میں کوئی ایسا قدم ہرگز نہیں اٹھاؤں گا کہ تم میں سے کسی کو کوئی نقصان پہنچے۔ اے اللہ کے بندو! اللہ سے ڈرو، میری مدد کرو۔ مجھے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تلقین کرو۔خلافت کے امور میں نصیحت کے ذریعے سے میری مدد کرو۔ بس میں یہی باتیں کہنا چاہتا تھا۔میں اللہ تعالیٰ سے اپنے اور تمھارے

لیے بخشش چاہتا ہوں۔"

حضرت سعید ابن المسیب فرماتے ہیں کہ حضرت عمرؓ فرماتے تھے:

"اگر میرا کوئی عامل کسی شخص پر ظلم کرے اور مجھے اس کے ظلم کی خبر مل جائے، اس کے باوجود میں اسے معطل یا تبدیل نہ کروں تو گویا میں نے اس پر ظلم کیا۔" [6]

ایک روز حضرت عمر فاروقؓ کے پاس چند افراد بیٹھے تھے، آپؓ نے ان سے فرمایا: اس بارے میں تمھارا کیا خیال ہے کہ اگر میں کسی فرد کو اپنی تحقیق کے مطابق تمھارے لیے بہتر خیال کروں اور اسے تمھارا حاکم مقرر کردوں اور اسے انصاف کرنے کا حکم دوں تو کیا میں نے اپنا حق ادا کردیا؟ سب نے کہا: جی ہاں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا نہیں! جب تک میں خود دیکھ نہ لوں کہ اس نے میرے حکم کے مطابق عمل کیا ہے یا نہیں اس وقت تک میرا فرض پورا نہیں ہوگا۔ [7]

حضرت عمر فاروقؓ بسا اوقات فرمایا کرتے:

"میرے لیے روزانہ ایک ظالم عامل کو برطرف کرنا اس سے کہیں زیادہ آسان ہے کہ ایک لمحے کے لیے اسے برقرار رکھوں۔" [8]

علامہ شبلی نعمانی تحریر کرتے ہیں، جو شخص عامل مقرر ہوتا اس کو ایک فرمان دیا جاتا۔ جس میں اس کے تقرری اور اختیارات اور فرائض کا ذکر ہوتا، اس کے ساتھ بہت سے مہاجرین اور انصار کی گواہی ثبت ہوتی، عامل جس مقام پر جاتا تمام لوگوں کو جمع کرکے یہ فرمان پڑھتا تھا جس کی وجہ سے لوگ اس کے اختیارات اور فرائض سے واقف ہوجاتے تھے اور جب وہ ان اختیارات سے تجاوز کرتا تو لوگوں کو اس پر گرفت کا موقع ملتا۔ حضرت عمر فاروقؓ چاہتے تھے کہ عاملوں کے جو فرائض ہیں ہر ایک ان سے واقف ہوجائے۔ چنانچہ بارہا مختلف مقامات اور مختلف موقعوں پر اس کے متعلق خطبے دیئے، ایک خطبے میں مجمع عام میں عاملوں کو مخاطب کرکے یہ الفاظ فرمائے۔

"یاد رکھو کہ میں نے تم لوگوں کو امیر اور سخت گیر مقرر کرکے نہیں بھیجا ہے بلکہ امام بنا کر بھیجا ہے کہ لوگ تمھاری تقلید کریں تم لوگ مسلمانوں کے حقوق ادا کرو، ان کو زدوکوب نہ کرو کہ وہ ذلیل ہوں، ان کی بیجا تعریف نہ کرو کہ غلطی میں پڑیں، ان کے لیے اپنے دروازے بند نہ رکھو کہ طاقتور کمزوروں کو کھا جائیں، ان سے کسی بات میں خود کو ترجیح نہ دو کہ یہ ان پر ظلم کرنا ہے۔"

جب کوئی شخص کسی جگہ کا عامل مقرر کیا جاتا تو حضرت عمر فاروقؓ صحابہ کے ایک گروہ کے سامنے اس کو فرمانِ تقرری عنایت فرماتے اور ان صحابہ کو گواہ بناتے۔ جس سے یہ مقصد تھا کہ جس شخص کو مقرر کیا گیا ہے اس کی لیاقت اور فرائض کا علم ہوجائے۔ ہر عامل سے عہد لیا جاتا تھا کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہو گا۔ باریک کپڑے نہیں پہنے گا۔ چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا۔ دروازے پر دربان نہیں رکھے گا۔ اہلِ حاجت کے لیے دروازہ ہمیشہ کھلا رکھے گا۔ یہ شرطیں اکثر پروانہ تقرری میں درج کی جاتی تھیں اور ان کو مجمع عام میں پڑھ کر سنایا جاتا تھا۔ جس وقت کوئی عامل مقرر ہوتا اس کے پاس جس قدر مال واسباب ہوتا ، اس کی مفصل فہرست تیار کرا کے محفوظ رکھی جاتی تھی اور اگر عامل کی مالی حالت میں غیر معمولی ترقی ہوتی تو اس کا احتساب کیا جاتا۔ ایک مرتبہ عمال اس بلا میں مبتلا ہوئے تو خالد بن صعق نے اشعار کے ذریعے حضرت عمر فاروقؓ کو اس کی اطلاع دی۔ حضرت

عمرؓ نے سب کی موجودات کا جائزہ لے کر آدھا مال بیت المال میں داخل کر دیا۔[9]

حضرت عمر فاروقؓ اپنے مقرر کئے گئے حاکمین کی انتظامی کارکردگی کی نگرانی بہت باریک بینی سے کرتے۔انتظامی معاملات میں ان کا طریقہ کار یہ ہوتا تھا کہ وہ اپنے عامل کو علاقائی کاموں میں مکمل خود مختاری دیتے تھے تاہم مسلم امہ کے اہم مسائل میں انھیں بعض امور کا پابند کردیتے پھر اس عامل کے کردار اور تصرفات کی نگرانی فرماتے تھے۔آپؓ نے اپنے عاملین کی کارکردگی اور عوام کے حالات جاننے کے لیے منظّم خفیہ نظام قائم کر رکھا تھا اور وہ اس نظام سے ہر وقت منسلک رہتے۔

تاریخی روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمر فاروقؓ نے جاسوسی کا اس قدر بہترین منظّم نظام قائم کر رکھا تھا کہ وہ اسلامی ریاست کے دور دراز علاقوں کے گورنروں اور ان کے کارکنوں کے حالات سے بھی پوری طرح واقف رہتے تھے۔کسی بھی علاقے کا حاکم، کسی بھی بستی کا عامل اور فوج کا کوئی بھی کمانڈر ان کی نظروں سے پوشیدہ نہیں تھا۔عاملین کو علم ہی نہیں ہوتا تھا کہ حضرت عمر فاروقؓ کے متعین کردہ کون سے نگران ان کی ہر وقت نگرانی کر رہے ہیں۔حضرت عمر فاروقؓ نے ہر بڑے سرکاری افسر پر ایک جاسوس مقرر کر رکھا تھا جو اس کے طرز عمل کی مکمل رپورٹ بھیجتا رہتا تھا۔اس طرح حضرت عمرؓ کے پاس مشرق و مغرب سے تمام ماتحت عمال و حکام کی رپورٹیں پہنچتی رہتی تھیں،ان رپورٹس کی بنیاد پر وہ اپنے ماتحتوں کو جو مکاتب ارسال فرماتے ان سے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے ان کا دستِ احتساب ہر وقت عاملوں کے قریب رہتا تھا۔[10]

حضرت عمر فاروقؓ مختلف شہروں کے حالات کی تفتیش کے لیے عمال کو حکم دیتے تھے کہ وہ اپنے اپنے علاقوں کے باشندوں کے وفود بھیجیں۔یہ وفود آتے تو حضرت عمرؓ ان سے خراج ،مالی و انتظامی امور کے بارے میں حقیقتِ حال دریافت کرتے۔وہ پوچھتے تھے کہ آپ کے حکام آپ پر ظلم تو نہیں کرتے؟وہ بہت سے امور کی تحقیق کے لیے لوگوں سے شہادتیں بھی طلب فرماتے۔کوفہ اور بصرہ کا خراج لے کر وہاں سے دس دس افراد حضرت عمرؓ کے پاس حاضر ہوتے تھے،جب وہ حاضر ہو جاتے تو شہادت دیتے تھے کہ یہ سارا مال پاکیزہ اور حلال ہے،اس کے حصول میں کسی مسلمان یا ذمی پر کوئی ظلم نہیں کیا گیا۔[11]

یہ قانون عمال و حاکمین کو ہر طرح کے ظلم سے باز رکھنے کا باعث بنا۔

حضرت عمر فاروقؓ مختلف شہروں کے حاکمین کی طرف ڈاکیے روانہ کرتے تھے،ان ڈاکیوں کو ہدایت دی جاتی کہ جب تم میرے پاس واپس آنے لگو تو ہر کاروں کے ذریعے سے عوام الناس میں برسرِ عام اعلان کراؤ کہ جو شخص امیر المؤمنینؓ کی خدمت میں اپنا پیغام بھیجنا چاہے تو اپنا مکتوب ہمارے حوالے کرے۔ڈاکیے اس طریقے سے بہت سے مکاتیب جمع کر لیتے۔ان میں کوئی مقامی حاکم دخل اندازی نہیں کرتا تھا۔اس طرح یہ ڈاکیے مدینہ منوہ پہنچ کر لوگوں کے مکاتیب براہِ راست حضرت عمرؓ کی خدمت میں پیش کر دیتے۔ان عوامی مکاتیب کے مندرجات سے خود ڈاکیے بھی بے خبر رہتے کیوں کہ ان پر مہر لگی ہوتی۔اس طرح ہر شخص اپنی شکایت براہ راست امیر المؤمنین تک پہنچا دیتا،جب ڈاکیا حضرت عمرؓ کے پاس پہنچتا تو تمام خطوط ان کے سامنے رکھ دیتا اور حضرت عمرؓ یہ تمام خطوط خود پڑھتے اور مناسب احکام جاری فرماتے۔[12]

حضرت عمر فاروقؓ نے عاملین کے محاسبے کے لیے محمد بن سلمہؓ کو انسپکٹر جنرل مقرر فرمایا تھا۔وہ ان سے عاملین و حکام کی نگرانی کا کام لینے کے ساتھ ساتھ ان شکایات کی تحقیق بھی فرماتے جو حکام کے خلاف ان تک پہنچتی تھیں۔محمد بن سلمہؓ کی حیثیت حضرت عمر فاروقؓ کے دور خلافت میں محتسب اعلیٰ کی سی تھی۔وہ مکمل دیانت داری سے حکام کے طور طریقوں کا جائزہ لیتے تھے اور کوتاہی کرنے والوں کا محاسبہ کرتے تھے۔حضرت عمر فاروقؓ نے انھیں کئی مرتبہ بڑے بڑے امراء اور گورنروں کی نگرانی

اور محاسبے کے لیے روانہ فرمایا۔ محمد بن سلمہؓ حکام کے خلاف کی گئی شکایات کی تحقیق اس طرح فرماتے کہ لوگوں سے جا کر براہ راست ملاقات کرتے اور ان کے خیالات معلوم کر کے خلیفۂ وقت حضرت عمر فاروقؓ کے پاس پہنچا دیتے تھے۔اس ذمہ داری کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے محمد بن سلمہؓ کے ساتھ ان کے بہت سے ماتحت افراد بھی ہوتے تھے۔[13]

حضرت عمر فاروقؓ حکام اور رعایا کے حالات کی خبر گیری کے لیے موسم حج کو نہایت اہم موقع سمجھتے تھے،انھوں نے اس موسم کو ریاستی امور اور احکام پر نظر ثانی، محاسبے اور مختلف اطراف سے خبریں وصول کرنے کے لیے مخصوص کر رکھا تھا۔ موسمِ حج میں مظلوم اور شاکی افراد کے ساتھ ساتھ عاملین و حاکمین اور ان کے وہ نگران جنھیں حضرت عمرؓ ان پر نگاہ رکھنے کے لیے بھیجتے، جمع ہو جاتے تھے۔دوسری جانب عمال بھی احتساب کے لیے مستعد رہتے تھے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں موسم حج میں قائم ہونے والی اس احتسابی روایت اور زبردست تنظیم کا کسی بھی ترقی یافتہ تنظیم سے موازنہ کیا جا سکتا ہے۔بحیثیت حکمران حضرت عمر فاروقؓ کا احساسِ ذمہ داری تھا کہ انھوں نے موسمِ حج کے ایامِ فرصت کو عمال کی کارگزاریوں کے جائزے اور شکایت عامہ کے ازالے کے لیے مخصوص رکھا۔[14]

حضرت عمرؓ نے اپنی شہادت سے چند دن پہلے اس ارادہ کا اظہار فرمایا کہ وہ پوری مملکت اسلامیہ کے ہر علاقے کا ذاتی طور پر تفتیشی دورہ کریں گے اور ہر علاقے کے حکام اور عوام کے احوال اور معاملات و مسائل کا از خود جائزہ لیں گے،خاص طور پر انتظامی اور سرکاری امور کے طریق کار کے بارے میں خود اطمینان حاصل کریں گے۔

حضرت عمر فاروقؓ نے مزید فرمایا: اگر میں حیات رہا تو ان شاء اللہ ایک سال میں اسلامی مملکت کے علاقوں کا چکر لگاؤں گا، مجھے احساس ہوتا ہے کہ بہت سے لوگوں کی حاجات اور شکایات مجھ تک نہیں پہنچ پاتیں، وہ لوگ خود میرے پاس آسکتے ہیں نہ ان کے حکام ان کی درخواستیں مجھ تک پہنچاتے ہیں۔ میں شام میں دو مہینے، جزیرہ میں دو مہینے، کوفہ میں دو مہینے اور آخر میں بصرہ میں دو مہینے قیام کروں گا۔اللہ کی قسم ! پھر یہ سال میرے لیے کتنا خوش گوار ثابت ہوگا۔[15]

حضرت عمر فاروقؓ ہنگامی دورہ کرتے تھے ،وہ اچانک مطلوبہ لوگوں تک پہنچ جاتے۔ان کے ہمراہ ہمیشہ ایک آدمی رہتا، وہ مطلوبہ گھر کا دروازہ کھٹکھٹاتا اور گھر کے مالک سے کہتا تھا کہ مجھے اور میرے ہمراہی کو اپنے گھر آنے کی اجازت دیں، وہ یہ نہیں بتاتا کہ میرے ساتھ امیر المؤمنین آئے ہیں۔اجازت ملنے پر حضرت عمرؓ گھر میں داخل ہو جاتے اور ناقدانہ نگاہوں سے پورے گھر اور اس میں موجود سامان کا جائزہ لیتے۔

حضرت عمر فاروقؓ کے علم میں آیا کہ یزید بن ابی سفیانؓ انواع و اقسام کے کھانے تناول فرماتے ہیں، حضرت عمرؓ نے رات کے کھانے کا انتظار کیا، جب وقت ہو گیا تو یزید بن ابی سفیانؓ کے گھر پہنچے اور اندر داخل ہونے کی اجازت مانگی، اجازت کے بعد آپؓ نے ان کے گھر میں مختلف انواع و اقسام کے کھانے دیکھے تو یزید بن سفیانؓ کو ایسے کھانوں کی ممانعت فرما دی۔

حضرت عمر فاروقؓ ذاتی نگرانی کے علاوہ عمال و حکام کو پرکھنے کے لیے کئی اور طریقے بھی استعمال فرماتے۔اکثر اوقات وہ اموال کی ایک مقدار کسی علاقے کے عامل کے نام پر بھیجتے اور کچھ افراد کو خفیہ نگرانی کے لیے پیچھے بھیج دیتے تاکہ وہ دیکھیں یہ مال کہاں کہاں خرچ کیا جاتا ہے۔ایک مرتبہ انھوں نے ابو عبیدہؓ کو پانچ سو دینار بھیجے۔ابو عبیدہؓ نے اس بھاری رقم کو مختلف حصوں میں تقسیم کر دیا۔یہ دیکھ کر ان کی اہلیہ نے کہا: اللہ کی قسم ! دیناروں کی وجہ سے بجائے فائدے کہ ہم تنگی میں مبتلا ہو جاتے ہیں ،پھر ابو عبیدہؓ نے ایک پرانا کپڑا لیا اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور تقسیم شدہ دیناروں کو ان ٹکڑوں میں بند کرتے

رہے، پھر ان تھیلیوں کو مساکین کے گھروں میں بھجواتے رہے حتیٰ کہ سارا مال اسی طرح ختم ہو گیا۔[16]

اسلام کا سیاسی نظام امن کے قیام پر بہت زیادہ زور دیتا ہے۔ اگر معاشرے میں امن نہ ہو تو پورے معاشرے کا شیرازہ بکھر جاتا ہے۔ امن سے معاشرے میں مساوات، پیار محبت اور خوشحالی پیدا ہوتی ہے۔

حضرت عمر فاروقؓ اپنے عمال کے خلاف کی گئی شکایتوں کی بنفس نفیس تحقیق فرماتے، وہ مکمل طور پر معاملے کی تہہ تک پہنچنے کے خوگر تھے۔ اس سلسلہ میں وہ اصحاب رائے اور اپنے ارد گرد موجود افراد سے مشورہ کرتے، معاملے کا باریک بینی سے جائزہ لیتے، پھر کسی نتیجے پر پہنچتے تھے اور قصور وار کو چاہے وہ عامل ہو یا عام آدمی سزا سناد یتے تھے۔[17]

جلال الدین سیوطیؒ اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ایک آدمی مصر کے گورنر حضرت عمرو بن عاصؓ کی شکایت لے کر حاضر ہوا، اس نے فریاد کی اور کہا: اے امیر المؤمنین! میں ظلم سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تجھے مضبوط پناہ حاصل ہوئی۔ اس نے کہا: میرا معاملہ ہے کہ میں نے عمرو کے بیٹے کے ساتھ دوڑ لگائی میں جیت گیا تو اس نے مجھے کوڑے سے مارا۔ وہ کہتا تھا میں ایک معزز باپ کا بیٹا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عمرو بن عاصؓ کو فوراً حکم نامہ لکھ کر بھیجا کہ تم اپنے بیٹے کو ساتھ لے کر فوراً حاضر ہو جاؤ۔ وہ آ گئے تو پوچھا: وہ مصری فریادی کہاں ہے؟ وہ پیش ہو گیا تو فرمایا: تم بھی اسی طرح مارو جس طرح اس نے تمہاری پٹائی کی تھی۔ فریادی مارنے لگا تو حضرت عمرؓ نے سختی سے فرمایا: ہاں ہاں مارو ایک معزز باپ کے بیٹے کو مارو۔ حضرت انسؓ فرماتے ہیں۔ وہ مصری فریادی گورنر کے بیٹے کو مار رہا تھا۔ ہم بھی اس بات کے خواہش مند تھے کہ مظلوم اپنے ساتھ ہونے والی زیادتی کا بدلہ لے لے۔ جب مصری نے پٹائی سے ہاتھ کھینچ لیا تو اس وقت تک ہمیں بھی تسلی ہو چکی تھی۔ اب حضرت عمرؓ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"مذكم تعبدتم الناس وقد ولدتهم أمهاتهم أحرارا"[18]

"تم نے لوگوں کو کب سے غلام بنا رکھا ہے۔ حالاں کہ ان کی ماؤں نے انہیں آزاد پیدا کیا ہے۔"

جریر بن عبداللہؓ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی کی حق تلفی پر تحقیق کے بعد حضرت عمر فاروقؓ نے ابو موسیٰؓ کو قصاص دینے کا حکم فرمایا۔ حضرت ابو موسیٰؓ نے امیر المؤمنین کے حکم کی تعمیل کی اور اس شخص کو قصاص دینے پر راضی ہو گئے۔[19]

ڈاکٹر علی محمد الصلابی لکھتے ہیں، قیس بن حازم فرماتے ہیں: حضرت عمر فاروقؓ نے حیرہ کے گورنر کو تحقیق کے بعد اس لیے برطرف کر دیا کہ اس نے اپنے میزبان اہلِ حیرہ کے سردار کے ساتھ اس قسم کا مذاق کیا جو کہ توہین کے زمرے میں آتا تھا اور حیرہ کا سردار شکایت لے کر حضرت عمر فاروقؓ کے پاس آیا تھا۔

حضرت عمر فاروقؓ نے بہت سے حکام کو اس لیے معزول کر دیا کہ وہ غیر پسندیدہ سرگرمیوں میں ملوث پائے گئے۔ انھوں نے ایک سپہ سالار کو اس لیے برطرف کر دیا کہ جب اسے امیر بنا کر بھیجا گیا تو وہ بے مقصد باتوں میں مصروف ہو گیا۔ اس نے عوام میں اعلان کیا کہ میں حکم دیتا ہوں کہ تم میں سے ہر گناہ گار میرے سامنے اپنے گناہ کا اعتراف کرے اور اسے ظاہر کر دے۔ لوگ اسی طرح کرنے لگے۔ حضرت عمرؓ کو یہ اطلاع ملی تو فرمایا: اسے کیا ہو گیا ہے؟ اس کی ماں نہ رہے۔ یہ شخص لوگوں پر اللہ تعالیٰ کے ڈالے ہوئے پردے چاک کرنا چاہتا ہے؟ اللہ کی قسم! یہ شخص کبھی میرا عامل نہیں بن سکتا۔

حضرت عمرؓ کو شام کے علاقے میں یزید بن سفیانؓ نے کھانے پر بلایا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس کے گھر میں پردے لٹکے

ہوئے دیکھے۔ حضرت عمرؓ ان پردوں کو چاک کرنے لگے اور ساتھ ہی فرمانے لگے: تم ہلاک ہو۔ تم دیواروں کو ایسے کپڑے پہناتے ہو، جو لوگوں کو پہناتے تو یہ کپڑے لوگوں کو گرمی اور سردی سے بچانے کے کام آتے۔[20]

ابنِ جوزی تحریر فرماتے ہیں، ایک دفعہ جب عتبہ بن فرقد آذر بائیجان کا حاکم بن کر وہاں پہنچا تو ان کے سامنے کھجور اور گھی سے تیار کردہ حلوہ پیش کیا گیا۔ انہوں نے کھایا اور اسے بہت عمدہ اور شیریں پایا۔ عتبہ کے دل میں خیال آیا کیوں نہ ایسا اچھا حلوہ امیر المؤمنین کی خدمت میں ارسال کیا جائے۔ انہوں نے اس حلوے کے دو بڑے ٹوکرے تیار کرائے اور دو آدمیوں کی معیت میں حضرت عمرؓ کی خدمت میں روانہ فرمادیے۔ حضرت عمرؓ نے انہیں کھول کر دیکھا تو دریافت فرمایا: یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا: یہ گھی اور کھجور کا تیار کردہ حلوہ ہے۔ انہوں نے اسے چکھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کوئی عمدہ میٹھی چیز ہے۔ دریافت فرمایا: کیا وہاں سب لوگ گھروں میں ایسی ہی خوراک کھاتے ہیں؟ جواب دیا گیا: نہیں، اس پر آپ نے حکم دیا: اسے واپس بھیج دو، پھر عتبہ کے نام یہ تحریر لکھی: یہ تمہارے والدین کا کمایا ہوا مال نہیں، تمہیں ایسی ہی خوراک استعمال کرنی چاہیے جو وہاں کے عام لوگوں کو میسر ہو۔[21]

حاکمِ وقت احتساب سے مبرا نہیں

ابنِ البر د بیان کرتے ہیں، ایک مرتبہ حضرت عمر فاروقؓ اپنے خطبہ میں یہ کلمات ارشاد فرمار ہے تھے:

> "اے لوگو اولی الامر کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ اسی دوران ایک شخص کھڑا ہو گیا اور آپؓ کی بات کاٹتے ہوئے بولا: اے امیر المومنین! کوئی سمع واطاعت نہیں ہو گی۔ حضرت عمرؓ نے نرمی سے پوچھا: اے اللہ کے بندے کیوں؟ اس نے کہا: اموالِ غنیمت میں سے ہم سب کے حصے میں تن ڈھانپنے کو صرف ایک چادر آئی اس چادر سے کرتا تیار نہیں ہو سکتا تھا لیکن آپ کے حصے میں آنے والی چادر سے آپ کی قمیص کیسے تیار ہو گئی؟۔ حضرت عمرؓ نے کہا: بس یہیں رُک جاؤ! اس بات کا جواب میں نہیں کوئی اور دے گا، پھر اپنے بیٹے کو آواز دی تو عبداللہ بن عمرؓ آگے آگئے۔ انہوں نے وضاحت کی کہ ایک چادر سے میرے والد محترم کی قمیص مکمل نہ ہو سکی اس لیے میں نے اپنے حصے کی چادر اپنے والد کو دے دی تاکہ ان کی قمیص مکمل ہو جائے۔ یہ وضاحت سن کر صحابہ کرامؓ مطمئن ہو گئے اور اس سوال کرنے والے نے وضاحت سن کر بڑے احترام اور عاجزی سے عرض کیا: امیر المومنین! اب آپ جو کچھ حکم دیں گے ہم سمع واطاعت کے لیے تیار ہیں۔"[22]

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ حضرت عمرؓ مدینے میں قیام پذیر تھے۔ مسلمان اس وقت فتوحات پر فتوحات حاصل کر رہے تھے۔ آپؓ نے حکم دے رکھا تھا کہ جنگوں کے بارے میں فوری معلومات دی جائیں اور ہدایات لی جائیں۔ جنگ کا جو بھی نتیجہ ہو فوری طور پر اس کی اطلاع دیں۔

حضرت احنف بن قیسؓ فرماتے ہیں کہ ہم چند لوگ ایک عظیم خوشخبری سنانے کے لیے حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دریافت فرمایا: آپ لوگوں نے کون سی جگہ قیام فرمایا؟" ہم نے جواب دیا کہ فلاں جگہ۔ حضرت عمرؓ ہمارے ساتھ ہمارے پڑاؤ کی طرف چلنے لگے جہاں ہم نے اونٹوں کو بھی باندھ رکھا تھا اور اونٹوں کی حالت یہ تھی کہ مسلسل بھوک کی شدت سے وہ کمزور ہو چکے تھے اور کئی دنوں کے سفر نے انہیں تھکا دیا تھا۔ اونٹوں کی حالت زار دیکھتے ہی حضرت عمرؓ نے کہا: کیا

تمہیں ان سواریوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈر نہیں لگتا۔ کیا تمہیں اس بات کی خبر نہیں کہ ان چوپایوں کے بھی تمہارے اوپر حقوق ہیں؟ تم نے ان اونٹوں کو راستے میں کچھ دیر آرام کے لیے کیوں نہ چھوڑ دیا تاکہ یہ زمین کی نباتات کھا لیتے۔ ہم نے کہا: امیر المؤمنین! عظیم فتح وکامرانی کی خوش خبری لے کر ہم تیزی کے ساتھ بھاگتے دوڑتے آپؓ کے پاس چلے آئے تاکہ آپ اور دیگر مسلمانوں کو اس خوش خبری سے خوشی ہو اور ان کا کلیجہ ٹھنڈا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ہم لوگوں نے راستے میں اپنی سواریوں کو روکنا گوارا نہیں کیا۔'

حضرت عمرؓ ہماری باتیں سن کر لوٹ گئے اور ہم بھی ان کے ساتھ ساتھ چلنے لگے۔ اسی دوران میں ایک شخص شکایت لے کر حاضر ہوگیا اور کہنے لگا: اے امیر المؤمنین! فلاں شخص نے مجھ پر ناحق ظلم وزیادتی کی ہے آپؓ اس کے خلاف میری مدد کریں۔'' حضرت عمرؓ نے اپنا کوڑا بلند کیا اور اس کے سر پر دے مارا اور فرمانے لگے: "عجب تماشہ ہے کہ تم لوگ فارغ اوقات میں عمر کے سامنے اپنے مسائل پیش نہیں کرتے ہو مگر جب عمر مسلمانوں کے اہم معاملات کو سلجھانے میں مصروف ہوجاتا ہے تو پھر تم آکر کہنے لگتے ہو کہ میری مدد کرو، میری مدد کرو۔

چنانچہ وہ شخص خود کو ملامت کرتے ہوئے واپس ہوگیا۔ حضرت عمرؓ نے فوراً ہی اس آدمی کو بلانے کا حکم دیا۔ جب وہ واپس آیا تو آپؓ نے اپنا کوڑا اس شخص کے آگے ڈال دیا اور کہنے لگے: "مجھ سے اپنا بدلہ لے لو" وہ کہنے لگا: نہیں، میں بدلہ نہیں لوں گا بلکہ میں اسے اللہ کے لیے اور آپ کے لیے چھوڑتا ہوں۔ حضرت عمرؓ نے کہا: ایسا نہیں ہوگا یا تو تم اللہ کے لیے درگزر کرو اور اس کا بدلہ اسی سے مانگو۔ بصورت دیگر مجھ پر چھوڑ دو (پھر ایسی صورت میں تمہیں مجھ سے قصاص لینا پڑے گا) وہ کہنے لگا: نہیں نہیں میں اللہ کی رضا اور خوشنودی کے لیے معاف کرتا ہوں۔

اس کے بعد حضرت عمرؓ وہاں سے چل پڑے اور گھر پہنچے۔ ہم لوگ بھی آپ کے ہمراہ تھے۔ آپؓ نے دو رکعت نماز ادا فرمائی اور خود کو مخاطب کرکے کہنے لگے:

"يا ابن الخطاب، كنت وضيعاً فرفعك الله، وكنت ضالاً فهداك الله، وكنت ذليلاً فأعزّك الله، ثم حملك على رقاب المسلمين، لجاء رجل يستعديك فضربته، ما تقول لربك غداً إذا أتيته؟"

"اے ابنِ خطاب! تو ایک خاکسار ومتواضع شخص تھا تو اللہ تعالیٰ نے تجھے اعلیٰ مقام ومرتبے سے نوازا تو گم گشتہ راہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے تجھے ہدایت کی روشنی سے آشنا کیا تو ایک کم تر انسان تھا تو اللہ تعالیٰ نے تجھے عزت واکرام سے نوازا اور پھر لوگوں پر حکمران بنایا مگر جب ایک آدمی اپنے اوپر ظلم کرنے والے کے خلاف تجھ سے تعاون طلب کرنے لگا تو تونے اس کی پٹائی کردی۔ ذرا بتا کہ کل قیامت کے روز تو اپنے پروردگار کو کیا جواب دے گا۔"

حضرت احنف بن قیسؓ فرماتے ہیں: حضرت عمرؓ نے یہ کہہ کر اپنے اوپر اس طرح ملامت کی کہ مجھے یقین ہوگیا کہ آپؓ پوری دنیا والوں میں اس وقت سب سے بہتر ہیں۔[23]

ابنِ جوزی اس روایت کو تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت علیؓ ارشاد فرماتے ہیں:

"میں نے ایک دن حضرت عمرؓ کو اونٹ کی پشت پر پالان کی لکڑی پر بیٹھے تیزی سے جاتے

دیکھا۔ میں نے کہا: اے امیر المؤمنین! کہاں جا رہے ہیں؟" حضرت عمرؓ نے فرمایا: صدقے کا اونٹ بھاگ گیا ہے اسے تلاش کرنے جا رہا ہوں۔ میں نے کہا: آپ نے تو اپنے بعد میں آنے والے خلفاء کو مشکل اور مشقت میں ڈال دیا" حضرت عمرؓ نے فرمایا: اے ابو الحسن! مجھے ملامت مت کرو۔ اللہ کی قسم جس نے محمد ﷺ کو برحق نبوت عطا فرمائی! اگر فرات کے کنارے سے بھی بکری کا کوئی بچہ گم ہو گیا تو قیامت کے دن عمر سے اس کا سوال ہوگا۔"[24]

ابنِ المبرد ربیع بن زیاد حارثی کی اس روایت کو نقل فرماتے ہیں۔

"وہ ایک مرتبہ حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان کی حالت دیکھ کر حیرت زدہ رہ گئے ربیع نے عرض کیا: امیر المؤمنین عمدہ کھانے، عمدہ سواری اور عمدہ لباس کے سب سے زیادہ مستحق آپ ہیں۔ حضرت عمرؓ اس وقت کھانا تناول فرما رہے تھے کھانا بہت سادہ اور معمولی تھا آپؓ نے ایک ٹہنی اٹھائی اور ربیع کے سر پر ماری، پھر کہا: اللہ کی قسم! میرے خیال میں تم نے یہ بات صرف میری قربت حاصل کرنے کے لیے کہی ہے اللہ کی رضا جوئی کے لیے نہیں کی میں تو تمہیں اچھا انسان سمجھتا تھا۔ کیا تم جانتے نہیں رعایا کے ساتھ میری مثال کیسی ہے؟ ربیع نے عرض کیا: آپ ہی فرمائیے کیسی ہے؟ میری اور ان کی مثال ایسے مسافروں کی سی ہے جو سب اپنے اخراجات ایک آدمی کے حوالے کر دیں اور اسے کہہ دیں کہ تم ان اخراجات کو سب کے لیے عمل میں لاؤ۔ اب بتاؤ کیا کسی کے لیے جائز ہے کہ ان میں سے کچھ اپنے لیے مخصوص کر لے؟ ربیع نے کہا: نہیں، حضرت عمرؓ نے فرمایا: بس میری اور سب مسلمانوں کی یہی مثال ہے۔"[25]

ابنِ قیم الجوزیہ اس واقعہ کو نقل فرماتے ہیں، حضرت عروہ بن زبیر سیدہ اسماء بنت ابی بکر کے صاحبزادے تھے وہ ایک دن کسی کام سے نکلے تو دیکھا کہ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ نے اپنے کندھے پر پانی کا مشکیزہ اٹھایا ہوا تھا دل میں خیال آیا کہ امیر المؤمنین اور پانی کا مشکیزہ؟ آگے بڑھ کر عرض کی: امیر المؤمنین! یہ کام آپ کی شخصیت کے شایان شان نہیں ہے۔ انہوں نے عروہ کی طرف دیکھا اور فرمایا: میرے پاس باہر سے کچھ لوگ آئے۔ انہوں نے میرے سامنے اپنی اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کر دیا میرے دل میں کچھ فخر سا آ گیا کہ میں کتنا بڑا آدمی ہوں لوگ میری اطاعت کرتے ہیں پھر میں نے اپنا مزاج درست کرنے کے لیے کندھے پر پانی کا مشکیزہ رکھ لیا۔[26]

دورِ حضرت عمر فاروقؓ میں ایک مرتبہ مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں قحط سالی ہوئی۔ ہوا چلتی تو ہر طرف خاک اڑتی نظر آتی چنانچہ اس سال کو "عام الرمادۃ" خاک اڑانے کا سال کہا گیا۔ حضرت عمرؓ نے قسم کھائی کہ وہ گھی، دودھ اور گوشت اس وقت تک نہیں کھائیں گے جب تک لوگ پہلے جیسی زندگی پر لوٹ نہ آئیں۔ ایک دفعہ بازار میں گھی کا ایک ڈبہ اور دودھ کا کٹورا بکنے کے لیے آیا۔ کسی خادم نے حضرت عمرؓ کے لیے یہ چیزیں چالیس درہم میں خرید لیں اور کہا: اے امیر المؤمنین! اللہ نے آپ کی قسم پوری فرما دی ہے۔ اللہ آپ کو زیادہ اجر سے نوازے! اب ہم نے آپ کے لیے یہ اشیائے خوردنی خریدی ہیں قبول فرمائیے۔" حضرت عمرؓ نے فرمایا: تم نے میرے لیے اتنے مہنگے داموں یہ چیزیں کیوں خریدیں؟ جاؤ! انھیں صدقہ کرو۔ میں فضول خرچی پر مشتمل کھانا

تناول کرنا ہر گز پسند نہیں کرتا۔ پھر فرمایا: مجھے عوام کے دکھ کا صحیح اندازہ اس وقت تک نہیں ہو سکتا جب تک خود میں بھی انہی حالات سے نہ گزروں جن حالات سے عوام گزرتے ہیں۔ [27]

اکرم بن ضیاء العمری بیان فرماتے ہیں:

"عہدِ فاروقی میں بیت المال کے انچارج معیقیب بیان کرتے ہیں حضرت عمرؓ نے ایک مرتبہ دوپہر کے وقت مجھے بلا بھیجا میں ان کی خدمت میں پہنچا۔ وہ اپنے بیٹے عاصم کو کسی بات پر ڈانٹ رہے تھے۔ مجھ سے فرمایا: تمہیں معلوم ہے اس نے کیا کیا؟ یہ عراق گیا اور عراق والوں کو خبر دی کہ وہ امیر المؤمنین کا بیٹا ہے۔ ان سے اپنے لیے اخراجات کے سلسلے میں مدد طلب کی۔ انہوں نے اسے کچھ برتن، چاندی، کچھ سامان اور ایک آراستہ منقش تلوار دی ہے۔" عاصم نے عرض کیا: میں نے ہر گز ایسا نہیں کیا۔ میں تو صرف کچھ مسلمان لوگوں کے پاس گیا۔ انہوں نے مجھے یہ سب کچھ دے دیا۔ یہ سب چیزیں بیت المال میں جمع کر لو۔"

اگر اس نے سوال نہیں کیا تو بھی حکمرانوں اور سرکاری عہدے داروں کو ملنے والے تمام تحائف سرکاری ملکیت ہیں۔ ان کی ذاتی ملکیت نہیں ہیں۔ حضرت عمرؓ کا اس مسئلے میں دو ٹوک مؤقف تھا کہ ایسے تحائف بیت المال میں جائیں گے۔ اسی لیے انہوں نے اپنی اہلیہ ام کلثومؓ کو دیے گئے تحائف بھی بیت المال میں جمع کرا دیے تھے۔ حضرت عمرؓ نے محسوس کیا کہ ان کے بیٹے کو یہ مال صرف اس لیے ملا کہ وہ امیر المؤمنین کے بیٹے ہیں۔ چنانچہ وہ اس مال کو عاصم کے لیے جائز نہیں سمجھتے تھے۔ ان کا مؤقف یہ تھا کہ اس مال کے حصول میں ان کے بیٹے کی کوئی محنت شامل نہیں۔ ان کا یہ عمل رسول اللہ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے عین مطابق تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ابن ازدی کو عامل بنا کر بھیجا۔ وہ واپس آکر کہنے لگا یہ مال تو آپ کا ہے اور یہ تحائف مجھے دیے گئے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو منبر پر تشریف فرما ہوئے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

"ہم کچھ لوگوں کو عامل بنا کر بھیجتے ہیں وہ واپس آکر ہمیں یہ جواب دیتے ہیں یہ آپ لوگوں کا مال ہے اور یہ مجھے تحائف کی صورت میں ملا ہے وہ شخص اپنے والدین کے گھر میں بیٹھے پھر ہم دیکھتے ہیں کہ اسے کتنے تحائف ملتے ہیں۔" [28]

الذہبی نے "تاریخ الاسلام ووفیات المشاہیر والاعلام" اور ابن جوزی نے "المنتظم فی تاریخ الامم والملوک" میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ میں ایران میں فارسیوں کے خلاف جہاد کے لیے گیا ہوا تھا۔ معرکہ جلولا میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو فتح دی۔ مالِ غنیمت میں بے شمار سامان مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ میں نے اس میں سے کچھ سامان چالیس ہزار درہم میں خرید لیا اور اسے اپنے ہمراہ لے کر مدینہ طیبہ پہنچ گیا۔ جب اپنے والد گرامی حضرت عمرؓ کی خدمت میں پہنچا تو انہوں نے اس سامان کو یقیناً دیکھ لیا تھا۔ مجھ سے فرمانے لگے۔ بیٹے تمہاری کیا رائے ہے اگر کل قیامت کے روز مجھے آگ میں پھینکا جانے لگے اور تمہیں کہا جائے کہ فدیہ دے کر اپنے باپ کو بچا لو تو تم کیا کرو گے؟ میں نے عرض کیا: ابا جان کیوں نہیں میں آپ کو ہر تکلیف دہ چیز سے بچانے کے لیے جتنا بھی فدیہ دے سکا دے کر آپ کو بچا لوں گا۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا:

"كَأَنِّي شَاهِدُ النَّاسِ حِينَ تَبَايَعُوا فَقَالُوا: عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ صَاحِبِ رَسُولِ اللَّهِ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- وابن أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ وَأَحَبُّ النَّاسِ إِلَيْهِ، وَأَنْتَ كَذَلِكَ فَكَانَ أَنْ يُرَخِّصُوا

عَلَيْكَ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْ أَنْ يَغْلُوا عَلَيْكَ، وَإِنِّي قَاسِمٌ مَسْئُولٌ وَأَنَا مُعْطِيكَ أَكْثَرَ مَا رَبِحَ تَاجِرٌ مِنْ قُرَيْشٍ، لَكَ رِبْحُ الدِّرْهَمِ دِرْهَمٌ، قَالَ: ثُمَّ دَعَا التُّجَّارَ فَابْتَاعُوهُ مِنْهُ بِأَرْبَعِمِائَةِ أَلْفِ دِرْهَمٍ، فَدَفَعَ إِلَيَّ ثَمَانِينَ أَلْفًا وَبَعَثَ بِالْبَاقِي إِلَى سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ لِيَقْسِمَهُ."

"سنو میرے بیٹے! میں گویا تصور کی آنکھ سے دیکھ رہا ہوں کہ تم مالِ غنیمت کا یہ مال خرید رہے ہو اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ عبداللہ رسول اللہ ﷺ کا صحابی ہے۔ یہ امیر المؤمنین کا بیٹا ہونے کے ساتھ ساتھ لوگوں میں بہت محبوب بھی ہے بلاشبہ یہ ساری صفات تمہارے اندر پائی جاتی ہیں۔ پھر لوگوں نے کہا ہوگا کہ اس سے زیادہ قیمت نہ لو اور اسے مطلوبہ سامان سستے داموں میں دے دو۔ بیٹے! میں ایک ذمہ دار آدمی ہوں لوگوں میں مال تقسیم کرتا ہوں۔ میں تمہیں کسی بھی قریشی تاجر سے زیادہ منافع دوں گا۔ ایک درہم کا منافع ایک درہم ہوگا گویا سو فیصد منافع دیتا ہوں۔ پھر حضرت عمرؓ نے مدینہ طیبہ کے بڑے بڑے تاجروں کو بلوایا اور وہ سارا مال چار لاکھ درہم میں فروخت کر دیا۔ اس میں سے مجھے اسی ہزار درہم دیے اور باقی رقم حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس ارسال فرمائی اور انہیں حکم دیا کہ اسے تقسیم کردو۔ میں ایک ذمہ دار آدمی ہوں لوگوں میں مال تقسیم کرتا ہوں۔ میں تمہیں کسی بھی قریشی تاجر سے زیادہ منافع دوں گا۔ ایک درہم کا منافع ایک درہم ہوگا گویا سو فیصد منافع دیتا ہوں۔ پھر حضرت عمرؓ نے مدینہ طیبہ کے بڑے بڑے تاجروں کو بلوایا اور وہ سارا مال چار لاکھ درہم میں فروخت کر دیا۔ اس میں سے مجھے اسی ہزار درہم دیے اور باقی رقم حضرت سعد بن ابی وقاصؓ کے پاس ارسال فرمائی اور انہیں حکم دیا کہ اسے تقسیم کردو۔"[29]

ابنِ عساکر، الطبری اور ابنِ المبرد اس واقعہ کو تحریر فرماتے ہیں، حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں:

"میں نے ایک اونٹ خریدا۔ میں بھی عام لوگوں کی طرح اسے بڑی چراگاہ میں چراتا۔ جب اونٹ فربہ ہوگیا تو میں اسے بازار میں فروخت کرنے لے آیا۔ یہ ایک اتفاق تھا کہ حضرت عمرؓ بھی اس روز بازار میں داخل ہوئے۔ موٹے تازے اونٹ کو دیکھا تو پوچھا: یہ اونٹ کس کا ہے؟ جواب ملا کہ یہ عبداللہ بن عمرؓ کا ہے۔ تعجب سے کہا: اچھا امیر المؤمنین کے بیٹے عبداللہ کا۔ پھر مجھ سے پوچھا: یہ اونٹ کہاں سے آیا؟ میں نے عرض کیا: میں نے اسے خریدا پھر عوامی چراگاہ سے مستفید ہوا عام لوگوں کی طرح میرا ارادہ بھی اس سے نفع حاصل کرنے کا ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: پھر لوگوں نے تیری رعایت کرتے ہوئے کہا ہوگا: امیر المومنین کے بیٹے کے اونٹ کو چرنے دو، اسے پانی پلاؤ۔ پھر بیٹے سے مخاطب ہو کر فرمایا: عبداللہ سے بیچ کر رأس المال اپنے پاس رکھو اور باقی رقم مسلمانوں کے بیت المال میں جمع کراؤ۔"[30]

الخطیب البغدادی اور عبد السلام بن محسن آل عیسی لکھتے ہیں، حضرت عمرؓ جب لوگوں کو کسی کام سے منع فرماتے تو فوراً گھر

آتے، اہلِ خانہ سے فرماتے:

"إني قد نهيت الناس عَنْ كذا وكذا، وإن الناس ينظرون إليكم كما ينظر الطير إلى اللحم، فإن وقعتم وقعوا، وإن هبتم هابوا، وإني والله لا أؤتى برجل منكم وقع فيما نهيت الناس عَنْهُ إلا أضعفت لَهُ العقوبة لمكانه مني، فمن شاء منكم؛ فليتقدم، ومن شاء منكم؛ فليتأخر-"

"میں نے لوگوں کو ایک کام سے روکا ہے بلاشبہ لوگوں کی آنکھیں تمہیں اس طرح دیکھ رہی ہیں جس طرح پرندہ گوشت کے ٹکڑے کو دیکھتا ہے، اگر تم نے یہ کام کیا تو لوگ بھی کریں گے اور اگر تم رک گئے اور ڈر گئے تو وہ بھی ڈریں گے۔ اللہ کی قسم! اگر گھر کے کسی فرد کو میرے پاس اس حال میں لایا گیا کہ اس نے وہی کام کیا ہو جس سے میں نے لوگوں کو روکا ہے تو میں اسے دوگنی سزا دوں گا۔ اب تم میں سے جو چاہے اس کام سے رک جائے اور جو چاہتا ہے اس پر عمل کرکے دیکھ لے۔"[31]

الطبری اس واقعہ کو بیان کرتے ہیں، حضرت عمرؓ راستے سے گزر رہے تھے، دیکھا کہ ایک آدمی سرِ راہ ایک عورت سے گفتگو کر رہا ہے، آپؓ نے اسے دُرہ مارا، اس نے عرض کیا: امیر المؤمنین! یہ میری بیوی ہے"۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا: تو اپنی بیوی کے ساتھ راستے میں کیوں کھڑا ہے؟ اور لوگوں کو اپنی ذاتی گفتگو کی طرف کیوں متوجہ کر رہا ہے؟ اس نے عرض کیا: اے امیر المؤمنین! ہم ابھی ابھی مدینہ میں داخل ہوئے ہیں اور مشورہ کر رہے ہیں کہ قیام کہاں کریں۔

یہ سُن کر حضرت عمرؓ نے دُرہ اس کی طرف بڑھا دیا اور فرمایا: اے اللہ کے بندے! مجھ سے قصاص لے لے۔ اس شخص نے کہا: میں آپ کی رضا کے لیے قصاص چھوڑتا ہوں۔ آپؓ نے فرمایا: یہ دُرہ پکڑ اور قصاص لے۔ تیسری دفعہ کہنے پر اس آدمی نے کہا: میں نے اللہ کے لیے معاف کیا۔ اب حضرت عمرؓ نے فرمایا: تیرے لیے اللہ کی طرف سے دُرہ ثواب کا سبب بن گیا۔[32]

نتائج

- حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ حکومت میں حکومتی عہدے کے لیے حاکمین کے تقرر کے وقت نہ صرف ان کی پوری طرح چھان بین کی بلکہ انھیں حاکم مقرر کرنے کے بعد اپنے زیرِ نظر رکھا تاکہ وہ ان کے کردار اور کاموں سے باخبر رہیں۔
- حضرت عمرؓ نے اپنے عاملین کی کارکردگی اور عوام کے حالات جاننے کے لیے ایک منظّم خفیہ نظام قائم کیا۔
- خلافت عمرؓ میں حکام وعاملین کو سادگی وکفایت شعاری کا پابند کیا گیا، فضول خرچی کی ممانعت کی گئی اور اس کی خلاف ورزی کرنے والے کا احتساب کیا گیا۔
- خلافت عمرؓ میں عامل وحاکم کو مقرر کرتے وقت اس کے مال واسباب کا حساب کرکے فہرست مرتب کی گئی، اگر کسی عامل کی مالی حالت میں غیر معمولی اضافہ ہوا تو اس کا احتساب کیا گیا۔
- خلافت عمرؓ میں عوام کی تذلیل کرنے پر حاکمین کا احتساب کیا گیا۔
- حضرت عمر فاروقؓ نے منتظمین سے نہ صرف عوام بلکہ جانوروں کے حق تلفی سے متعلق بھی احتساب فرمایا۔

● حضرت عمر فاروقؓ نے بحیثیت حکمران اپنے اہل خانہ کا بھی احتساب فرمایا۔

● حضرت عمر فاروقؓ نے حکمرانوں اور سرکاری عہدے داروں کو ملنے والے تمام تحائف کو سرکاری ملکیت قرار دیا۔ اپنے اہلِ خانہ کو ملنے والے تحفہ و تحائف بھی سرکاری خزانہ میں جمع کرائے گئے۔

● حضرت عمر فاروقؓ نے سربراہِ مملکت کو ہوتے ہوئے نہ صرف خود کو عوام کے سامنے احتساب کے لیے پیش کیا بلکہ ہر وقت خود کو عوامی احتساب کے دائرے میں رکھا اور ہر شہری کو حق دیا کہ وہ ان کی کسی بات پر کسی وقت اور کسی جگہ بھی ٹوک سکتا ہے اور وہ اس کا جواب دینے کے پابند ہیں۔

● حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں بیت المال کو ہمیشہ قوم کی ایک عظیم امانت تصور کیا اور خداترسی، خوف خدا اور فکر آخرت کے احساسات کے پیشِ نظر ہمیشہ مفادِ عامہ کو پیش نظر رکھا۔ یہ احساس آپ کو ہمیشہ جاگزیں رہا کہ بیت المال کا خزانہ پوری قوم کا خزانہ ہے۔

● حضرت عمر فاروقؓ کے قانونِ احتساب نے شخصی حکومت کے طریقِ کار کو ختم کرکے دستوری حکومت قائم کی۔

● حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے دورِ خلافت میں نفاذ قانون میں سختی سے کام لیا، حکام کو ضابطہ اخلاق کا پابند بنایا کہ وہ کوئی ماورائی مخلوق نہیں عام انسان ہیں۔ اگر کسی نے اپنی حدود سے باہر نکلنے کی کوشش کی تو مستوجب سرزنش ٹھہرا، جس سے چھوٹے بڑے، امیر غریب کی تفریق ختم ہوئی، سب کو ایک ہی صف میں کھڑا کر دیا۔ نتیجتاً مرکزیت کا رنگ پیدا ہوا، اخوت و مساوات پر اسلامی حکومت استوار ہوئی۔ جو آج کے جدید سیاسی نظاموں میں بھی ایک ماڈل کی حیثیت رکھتی ہے۔

● حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں مختلف طریقوں سے عمال و حکام کا ایسا زبردست محاسبہ کیا گیا کہ آج کی معلوم انسانی تاریخ میں اس کی مثال نظر نہیں آتی۔ اس دور میں دلیری اور انصاف کے اصولوں کے ساتھ عمال و حکام کا محاسبہ کیا گیا۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کے بعد حضرت عمر فاروقؓ کا دورِ خلافت امتِ اسلامیہ کے لیے مثالی حیثیت رکھتا ہے۔

● حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں ریاستی نظام کی کامیابی کا ایک راز بلاامتیاز احتساب بھی تھا جس کی وجہ سے آپؓ کا دور تاریخ میں ایک نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔

● حضرت عمر فاروقؓ کے دورِ خلافت میں بلاامتیاز نظام احتساب عصر حاضر کے سیاسی نظام میں بہتری اور کسی بھی ملک کو ترقی کی راہ پر گامزن کرنے کے لیے مشعلِ راہ کی حیثیت رکھتا ہے۔

سفارشات

● شریعتِ محمدی ﷺ کی رو سے ریاست کا کوئی فرد قانون سے مستثنیٰ نہیں، بلاامتیاز احتساب کا تصوّر امن و سلامتی کا ضامن اور فلاحی ریاست کا ستون ہے۔ قوم کے ہر فرد کو بلاامتیازِ مذہب حاکم سے آزادانہ بازپرس کا حق حاصل ہے، وہ احتساب سے مبرا نہیں، وہ ہر شخص کو مطمئن کرنے کا پابند ہے۔

● ایک ریاست مقصود بالذات نہیں ہوتی بلکہ اسے عوام کی ترقی و خوشحالی اور فلاح کے لیے قائم کیا جاتا ہے۔ فلاحی معاشرہ اس وقت تشکیل پاتا ہے جب معاشرے کے تمام افراد کو ان کے حقوق ملنا شروع ہو جائیں اور حقوق غصب کرنے والوں کا احتساب ہو۔ عوامی فلاح و بہبود اور حقوق کی پاسداری کسی بھی فلاحی ریاست میں حکام کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ایک ہے۔ فلاحی ریاست میں حکام عوام کی بنیادی ضروریات کو پورا کرنے کے ذمہ دار ہیں۔ اگر وہ اس ذمہ داری کو پورا نہیں کرتے تو حاکمِ وقت اور

حکومتی ادارے عوام کے سامنے جواب دہ ہیں۔

- کسی بھی مملکت کا سربراہ و حکومتی اراکین جب تک اپنے فرائض دیانت داری اور نیک نیتی سے انجام نہیں دیں گے وہ ملک کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتا۔حکومت کے وزراء اور ذمہ دار افراد بد دیانت، رشوت خور اور اقربا پرور ہوں، ان کا احتساب نہ کیا جائے، ان کو کھلی چھوٹ دے دی جائے ان کے لیے بڑے بڑے بنگلے، گاڑیاں، ضیافت و مہمان نوازی اور سفری اخراجات و دیگر اخراجات کے لیے بڑے بڑے فنڈز ہوں وہ آسائش کی زندگی گزاریں اور غریب عوام بنیادی ضرورتوں سے محروم ہوں تو معاشرہ فلاح نہ پاسکے گا اور نہ ہی وہ حکومت فلاحی حکومت کہلا سکے گی، ملک کی ترقی اور عوامی فلاح کے لیے بلا امتیاز احتساب کا عمل ناگزیر ہے۔
- ریاست میں حکام کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ عوام کی ضروریات کی معلومات حاصل کریں اور خود عوام تک پہنچیں قبل اس کے کہ وہ فریاد لے کر آئیں۔اسلامی فلاحی ریاست مظلوم و مجبور عوام کی دہلیز تک پہنچتی ہے اور ان سے ظلم و جبر کو دور کرتی ہے۔اسلامی ریاست ایک فلاحی ریاست ہے جس میں فرد و جماعت کو فلاح و کامیابی سے ہم کنار کرنا ہے اس ریاست کا مقصد اس اصلاحی اور فلاحی طریقہ کو نافذ کرنا ہے جو دین اسلام نے دنیا کی بہتری اور برتری کے لیے پیش کیا ہے۔
- بلاامتیاز احتساب سے بدعنوانی کا خاتمہ ممکن ہے، اس عمل سے عوام کو ان کے حقوق ملیں گے۔ عوام خوش حال ہو گی اور ملک ترقی کی راہ پر چل پڑے گا۔
- معاشرے میں استحکام پیدا کرنے کے لیے احتسابی عمل ضروری ہے۔اس کے بغیر معاشرہ جرائم اور منکرات سے پاک نہیں ہو سکتا۔ معاشرے کو برائیوں سے مبرا رکھنے کے لیے احتساب کا عمل نہایت ضروری ہے۔ احتساب کے بغیر، جس کی بنیاد قانون پر ہوتی ہے امن وامان قائم نہیں رہ سکتا۔اسلام نے ایسے جرائم میں حد مقرر کی ہے جس کا اثر دوسروں پر پڑتا ہے اور انصاف اور سزا کا اختیار صرف ان لوگوں کو دیا ہے جن کے ہاتھ میں حکومت کی باگ ڈور ہے۔ قانون کے نفاذ سے جرائم کا انسداد ضروری ہو جاتا ہے اور معاشرہ بہت حد تک جرائم سے پاک بھی ہو جاتا ہے۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

[1] Muḥammad bin Ismā'īl Al Bukhārī, *Ṣaḥīḥ al Bukhārī*, trans. Muḥammad Rāz (Mumbai: Dār al 'Ilm, 2012), Ḥadīth # 6787.

البخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح البخاری، مترجم: مولانا محمد داؤد راز، دار العلم، ممبئ ۲۰۱۲ء، حدیث: ۶۷۸۷

[2] Muslim bin Al Ḥajjāj Al Qushayrī, *Al Jāmi' Al Ṣaḥīḥ*, trans. Waḥīd Al Zamān (Lahore: Khālid Iḥsān Publishers, n.d.), Ḥadīth # 4724.

امام مسلم، صحیح مسلم، مترجم: علامہ وحید الزماں، خالد احسان پبلشرز، لاہور، حدیث: ۴۷۲۴

[3] 'Alī bin al Ḥasan Ibn 'Asākir, *Tārīkh Dimishq* (Beirūt: Dār al Fikr, n.d.), 44: 263; Muḥammad bin Sa'd Ibn Sa'd, *Al Ṭabaqāt Al Kūbra*, ed. Muḥammad 'Abd al Qādir 'Atā,'

vol. 1 (Beirūt: Beirūt: Dār Al Kutub Al ʻIlmiyyah, 1990), 3: 208.

ابن عساکر، علی بن الحسن، تاریخ دمشق، درالفکر، ۱۹۹۵ء، ۴۴: ۲۶۳۔ ابن سعد، محمد بن سعد، الطبقات الکبریٰ، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۱۹۹۰ء، ۳: ۲۰۸

4 Aḥmad bin ʻAbdullah Al Ṭabarī, *Al Riyāḍh al Naḍirah Fī Manāqib al ʻAsharah* (Beirūt: Dār Al Kutub Al ʻIlmiyyah, n.d.), 2: 404.

الطبری، احمد بن عبد اللہ، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ، دار الکتب العلمیة، بیروت، ۲: ۴۰۴

5 Al Ṭabarī, *Al Riyāḍh al Naḍirah Fī Manāqib al ʻAsharah*, 2: 315, 316.

الطبری، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ، ۲: ۳۱۶،۳۱۵

6 ʻAbd al Raḥman bin Kamāl al Dīn Ibn Jawzī, *Manāqib Amīr al Muʼmimīn Haḍrat ʻUmar Bin al Khaṭṭāb*, trans. Prof. Muḥammad Ṭāriq (Lahore: Shākir Publications, 2014), p: 190.

ابن جوزی، عبدالرحمٰن بن کمال الدین، مناقب امیر المؤمنین حضرت عمر بن الخطاب، مترجم: پروفیسر محمد طارق، شاکر پبلیکیشنز، لاہور، ۲۰۱۴ء، ص: ۱۹۰

7 Fārūq Majdlāwī, *Al Idārah Al Islāmiyyah Fī ʻAhad ʻUmar Bin al Khaṭṭāb* (Lebanon: 1998, n.d.), p: 215.

فاروق مجدلاوی، الادارۃ الاسلامیہ فی عہد عمر بن الخطاب، لبنان، ۱۹۹۸ء، ص: ۲۱۵

8 Ṣāliḥ Ṣubḥī, *Al Niẓam al Islāmī* (Beirūt: Dār al ʻIlm lil Malāyīn, 1980), p: 89.

صبحی الصالح، النظم الاسلامیہ، دار العلم للملایین، بیروت، ۱۹۸۰ء، ص: ۸۹

9 Shiblī Nuʻmānī, *Al Fārūq* (Lahore: Maktabah Raḥmāniyyah, n.d.), p: 180, 181.

علامہ شبلی نعمانی، الفاروق، مکتبہ رحمانیہ، غزنی اسٹریٹ، اردو بازار، لاہور، ص: ۱۸۱،۱۸۰

10 ʻAmar bin Baḥr Al Jāḥiẓ, *Al Tāj Fī Akhlāq al Mulūk*, ed. Aḥmad Zakī Pāshā (Cairo: Al Maṭbaʻah al Amīriyyah, 1914), p: 168.

الجاحظ، عمرو بن بحر، التاج فی اخلاق الملوک، المحقق: احمد زکی پاشا، المطبعۃ الامیریہ، قاہرہ، ۱۹۱۴ء، ص: ۱۶۸

11 Yaʻqūb bin Ibrāhīm Abū Yūsuf, *Al Khirāj* (Dār al Maʻrifah, 1979), p: 124.

ابو یوسف یعقوب بن ابراہیم، الخراج، دار المعرفہ، بیروت، ۱۹۷۹ء، ص ۱۲۴

12 ʻAlī Muḥammad Al Ṣalābī, *Sīrah Amīr al Muʼminīn ʻUmar Bin al Khaṭṭāb Shakhṣiyyatuhu Wa ʻAṣruhu* (Beirūt: Dār al Maʻrifah, 1433), p: 338.

ڈاکٹر علی محمد الصلابی، سیرۃ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب شخصیۃ وعصرہ، دار المعرفہ، بیروت، ۱۴۳۳ھ، ص: ۳۳۸

13 Dr. Ḥāmid Muḥammad Al Khalīfah, *Al Anṣār Fil ʻAṣr al Rāshidī* (Risālah ʻIlmiyyah, n.d.), pp: 123 - 126.

ڈاکٹر حامد محمد الخلیفہ، الانصار فی العصر الراشدی، رسالۃ علمیۃ، ص: ۱۲۳ - ۱۲۶

14 ʻAbbās Maḥmūd Al ʻAqqād, *ʻAbqariyyah ʻUmar* (Beirūt: Al Maktabah al ʻAṣariyyah, n.d.), p: 82.

عباس محمود العقاد، عبقریہ عمر، المکتبہ العصریہ، بیروت، ص: ۸۲

15 Muḥammad Ibn Jarīr Al Ṭabarī, *Al Muntaẓam Tarīkh Al Umam Wal Mulūk* (Beirūt: Dār al Fikr, 1987), 5: 18.

الطبری، تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری)، دار الفکر، بیروت، ۱۹۸۷ء، ۵: ۱۸

16 Al Ṣalābī, *Sīrah Amīr al Mu'minīn 'Umar Bin al Khaṭṭāb Shakhṣiyyatuhu Wa 'Aṣruhu*, pp: 339, 340.

الصلابی، سیرۃ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب شخصیۃ وعصرہ، ص: ۳۳۹، ۳۴۰

17 Majdlāwī, *Al Idārah Al Islāmiyyah Fī 'Ahad 'Umar Bin al Khaṭṭāb*, p: 223.

فاروق مجدلاوی، الادارۃ الاسلامیہ فی عہد عمر بن الخطاب، ص: ۲۲۳

18 'Abd Al Raḥmān bin Kamāl al Dīn Al Suyūṭī, *Ḥusn al Muḥāḍarah Fī Tārīkh Miṣr Wal Qāhirah* (Cairo: Dār 'Iḥyā' al Kutub, 1967), 1: 578.

السیوطی، عبد الرحمن بن کمال الدین، حسن المحاضرہ فی تاریخ مصر والقاہرہ، دار احیاء الکتب، مصر، ۱۹۶۷ء، ۱: ۵۷۸

19 Yūsuf bin Aḥsan Ibn al Mubarrid, *Maḥaḍ al Ṣawāb Fī Faḍā'īl Amīr al Mu'Minīn 'Umar Bin al Khaṭṭāb* (Riyadh: Dār A'ḍwā' al Salaf, 2000).

ابن المبرد، یوسف بن احسن، محض الصواب فی فضائل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، دار اضواء السلف، ریاض، ۲۰۰۰ء، ۲: ۴۶۷

20 Al Ṣalābī, *Sīrah Amīr al Mu'minīn 'Umar Bin al Khaṭṭāb Shakhṣiyyatuhu Wa 'Aṣruhu*, pp: 346, 347.

الصلابی، سیرۃ امیر المؤمنین عمر بن الخطاب شخصیۃ وعصرہ، ص: ۳۴۶، ۳۴۷

21 Ibn Jawzī, *Manāqib Amīr al Mu'mimīn 'Umar Bin al Khaṭṭāb* (Dār Ibn Khaldūn, 1996), p: 139.

ابن جوزی، مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، دار ابن خلدون، ۱۹۹۶ء، ص: ۱۳۹

22 Ibn al Mubarrid, *Maḥaḍ al Ṣawāb Fī Faḍā'Īl Amīr al Mu'Minīn 'Umar Bin al Khaṭṭāb*, 2: 579.

ابن المبرد، محض الصواب فی فضائل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ۲: ۵۷۹

23 Ibn al Mubarrid, *Maḥaḍ al Ṣawāb,* 2: 502; Muḥammad bin Mukrram Ibn Manẓūr, *Mukhtaṣar Tārīkh Dimishq Li Ibn 'Asākir* (Damascus: Dār al Fikr, 1984), 18: 325.

ابن المبرد، محض الصواب فی فضائل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب ۲: ۵۰۲ ابن منظور، محمد بن مکرم، مختصر تاریخ دمشق لا بن عساکر، دار الفکر، دمشق، ۱۹۸۴ء، ۱۸: ۳۲۵

24 Ibn Jawzī, *Manāqib Amīr al Mu'mimīn 'Umar Bin al Khaṭṭāb,* p: 161.

ابن جوزی، مناقب امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ص: ۱۲۱

25 Ibn al Mubarrid, *Maḥaḍ al Ṣawāb Fī Faḍā'Īl Amīr al Mu'Minīn 'Umar Bin al Khaṭṭāb*, 1: 383.

ابن المبرد، محض الصواب فی فضائل امیر المؤمنین عمر بن الخطاب، ۱: ۳۸۳

26 Muḥammad bin Abī Bakr Ibn al Qayyim al Jawziyyah, *Madārij al Sālikīn* (Beirūt: Dār al Kitab al 'Arabī, 1392), 2: 330.

ابن القیم الجوزیہ، محمد بن ابی بکر، مدارج السالکین، دار الکتاب العربی، بیروت، ۱۳۹۲ھ، ۲: ۳۳۰

27 Muḥammad Ibn Jarīr Al Ṭabarī, *Tarīkh Al Umam Wal Mulūk* (Beirūt: Dār al Turāth, 1387), 4: 98.

ابن جریر الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الامم والملوک (تاریخ طبری)، دار التراث، بیروت، ۱۳۸۷ھ، ۴: ۹۸

28 Akram bin Ḍiyā' Al 'Umarī, *'Aṣar al Khulafā' al Rāshidah Muḥāwalah Li Naqd al Riwāyah al Tārīkhiyyah Wafq Manhaj al Muḥaddithīn* (Riyadh: Maktabah al 'Ubaykān, 2009), 1: 257.

اکرم بن ضیاء العمری، عصر الخلافۃ الراشدہ محاولۃ لنقد الراویۃ التاریخیۃ وفق منہج المحدثین، مکتبۃ العبیکان، ریاض، ۲۰۰۹ء، ۱: ۲۵۷

29 Muḥammad bin Aḥmad Al Dhahabī, *Tārīkh al Islām Wa Wafiyyāt al Mashāhīr Wal A'lām* (Al Maktabah al Tawfīqiyyah, n.d.), 3: 54; Ibn Jawzī, *Al Muntaẓam Fī Tārīkh al Umam Wal Mulūk* (Beirūt: Dār Al Kutub Al 'Ilmiyyah, 1992), 4: 214.

الذہبی، محمد بن احمد، تاریخ الاسلام ووفیات المشاھیر والاعلام، المکتبۃ التوفیقیہ، ج۳، ص۵۴۔ ابنِ جوزی، المنتظم فی تاریخ الامم والملوک، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۹۲ء، ۴: ۲۱۴

30 Ibn Al Mubarrid, *Iīdāḥ Ṭuruq al Istaqāmah Fī Bayān Aḥkām al Wilāyah Wal Imāmah* (Syria: Dār al Nawādir, 2011), 1: 156; Ibn 'Asākir, *Tārīkh Dimishq*, 44: 326.

ابنِ المبرد، ایضاح طرق الاستقامۃ فی بیان احکام الولایۃ والامامۃ، دار النوادر، سوریا، ۲۰۱۱ء، ج۱، ص۱۵۶ ابنِ عساکر، تاریخِ دمشق، ۴۴: ۳۲۶

31 Aḥmad bin 'Alī Al Baghdādī, *Tārīkh Baghdād* (Beirūt: Dār al Gharb al Islāmī, 2002), 5: 358; 'Abd al Salām bin Muḥsin Āl 'E īsa, *Dirāsah Naqdiyyah Fil Marwiyyāt Al Wāridah Fī Shakhṣiyyah 'Umar Bin al Khaṭṭāb Wa Siyāsah al Idāriyyah* (Madinah: International Islamic University, 2002), 1: 25.

البغدادی، احمد بن علی، تاریخِ بغداد، دار الغرب الاسلامی، بیروت، ۲۰۰۲ء، ۵: ۳۵۷۔ عبد السلام بن محسن آل عیسیٰ، دراسۃ نقدیۃ فی المرویات الواردۃ فی شخصیۃ عمر بن الخطاب وسیاسۃ الاداریۃ رضی اللہ عنہ، الجامعۃ الاسلامیہ، المدینۃ المنورہ، ۲۰۰۲ء، ۱: ۲۵

32 Al Ṭabarī, *Al Riyāḍh al Naḍirah Fī Manāqib al 'Asharah*, 2: 375.

الطبری، الریاض النضرۃ فی مناقب العشرہ، ۲: ۳۷۵